متعدد ادیبوں، مصنفوں اور اہلِ قلم نے حصہ لیا۔ اور مولانا سے متعلق تقریریں کیں اور مقالات پڑھے، یہ کتاب اس سیمینار کی مکمل کارروائی پر مشتمل ہو۔ چنانچہ اس میں مختلف اجلاسوں کے خطبہائے صدارت اور پہلے اجلاس کے خطبہائے افتتاح واستقبالیہ بھی ہیں جو ملک کے نامور حضرات نے پڑھے اور وہ سب مقالات بھی ہیں جو ان اجلاس میں پڑھے گئے۔ مولانا مرحوم پر اب تک جو لٹریچر جمع ہوگیا ہو یہ کتاب اس حیثیت سے اس پر ایک بڑا قیمتی اور قابلِ قدر اضافہ ہے کہ اس میں مولانا کی علمی۔ ادبی۔ صحافتی اور سیاسی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے۔ خواجہ غلام السیدین، خواجہ احمد فاروقی، ڈاکٹر سید محی الدین زور۔ ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی اور علی جواد زیدی کے مقالات خاص طور پر معلومات افزا اور دلچسپ ہیں۔ یہ کتاب ادبی اور تاریخی دونوں حیثیتوں سے اہلِ ذوق کے مطالعہ کے لائق ہو۔

سرسیّد احمد خاں۔ از مولوی عبدالحق۔ تقطیع متوسط۔ ضخامت ۱۹۶ صفحات۔ کتابت و طباعت بہتر قیمت للعہ روپیہ۔ پتہ:۔ انجمن ترقی اُردو پاکستان۔ اردو روڈ۔ کراچی۔

مولوی عبدالحق صاحب نے برسوں سرسید مرحوم کی صحبت و معیت کا فیض اُٹھایا ہو اور اُنھیں بہت قریب سے دیکھا ہو۔ پھر مولوی صاحب کو شخصیت نگاری میں جو کمال حاصل ہو اُس میں کم ہی لوگ اُن کے حریف ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اس بنا پر یہ کتاب جو سرسیّد کے حالات وافکار پر ہے ادبی اور سوانحی لٹریچر میں مفید اضافہ ہے۔ جہاں تک سرسیّد کے افکار اور اُن کے کارناموں کا تعلق ہو۔ سرسیّد کے مجوزہ اردو لغات کے نمونہ کے علاوہ اس کتاب میں کوئی نئی بات نہیں ہو۔ البتہ سرسید کے مزاج۔ افتادِ طبع اور اُن کی نجی زندگی سے متعلق بعض ایسے معلومات ضرور ہیں جو غالباً کسی اور کتاب میں نظر نہیں آئیں گی۔ ان واقعات سے سرسیّد کی ذہانت وطباعی۔ خوش مزاجی اور ان کی شخصیت کی عظمت پر نئی روشنی پڑتی ہے۔

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم۔ از مولانا قاضی سید زاہد الحسینی۔ تقطیع خورد۔ ضخامت ۲۰۸ صفحات کتابت وطباعت بہتر قیمت عہ دو روپیہ۔ پتہ:۔ دارالارشاد۔ گنج جدید۔ ایبٹ آباد (پاکستان)

چند سال ہوئے پاکستان کے علماء میں انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی بحث بڑے زور شور سے چلی تھی۔ یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہو

کہ حضورؐ قبر مبارک میں اپنے جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ کی یہ زندگی بالکل اس دنیا کی زندگی کی طرح ہے۔ ہماری رائے میں حیاتِ انبیاء کا عقیدہ اپنی جگہ بالکل درست ہے۔ لیکن اس حیات کی حقیقت وہی ہے جو قرآن مجید میں شہدا کے لئے بیان کی گئی ہے اور جس کے متعلق صاف طور پر قرآن میں یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ ہم اہل دنیا اس کا شعور نہیں کر سکتے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ حیات اس عالمِ اجسام کی حیات نہیں ہے ورنہ قرآن میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مات کا جو لفظ آیا ہے اور آپ کی وفات پر حضرت ابو بکرؓ نے جس جزم و یقین سے "فان محمداً قد مات" فرمایا ہے اس کے کوئی معنٰی باقی نہیں رہتے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ جسد عنصری کے ساتھ حیات میں ایسی کونسی فضیلت اور خوبی ہے کہ اگر وفات کے بعد حضورؐ کے لئے اس کا اثبات نہیں کیا گیا تو معاذ اللہ حضورؐ کی شان میں کوئی نقص لازم آجائے گا اور اس بنا پر آپ کے لئے اس کا اثبات ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق نہ نبوت سے ہے اور نہ اسلام سے اور نہ اس پر ایمان و کفر کا دار و مدار ہے۔ اس لئے ہماری رائے میں اس قسم کی بحثوں میں پڑنا اسلام کے عصری مطالبات و مقتضیات سے بے خبری کی دلیل ہے اور اسی لئے اسلام کی خدمت ہرگز نہیں ہے۔ مصنف نے اس سلسلہ میں جو دلائل پیش کئے ہیں وہ نہایت کمزور ہیں اور علمی حیثیت سے ان کا کوئی وزن نہیں ہے۔ حد یہ ہے کہ موصوف نے ید اللہ فوق ایدیھم جیسی چند آیات نقل کرکے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ "اللہ کریم کا احترام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کی ایک ہی جہت ہے" (ص ۲۴) اسی طرح آگے چل کر لکھتے ہیں "ان امور میں اللہ تعالےٰ اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تفریق نہیں کی جا سکتی" (ص ۲۵)

مصنف دراصل یہ سب کچھ تمہید بنا رہے ہیں اس بات کی کہ جب خدا میں اور حضورؐ میں ان امور کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے تو پھر حیات کے اعتبار سے بھی کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔

اعاذنا اللہ من شرور انفسنا